بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر -۹۱-

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ✻ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

خطبہ نمبر ۱۰

یوم چہارشنبہ

جلد ۳۲ | ۱۲ ماہ شہادت ۱۳۲۳ھش | ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ | ۱۲ اپریل ۱۹۴۴ء | نمبر ۸۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۱ ماہ شہادت - آج ساڑھے نو بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے - کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے - فالحمد للہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو معمولی حرارت باقی ہے کامل صحت کیلئے دعا کی جائے -

سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کی طبیعت اچھی ہے

کل بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مولوی نور الحق صاحب مولوی فاضل کا نکاح صفیہ صدیقہ بنت قاضی محمد رشید صاحب کے ساتھ پانچسو روپیہ مہر پر اور سید محمد اکمل صاحب کا نکاح صادقہ بیگم بنت مرزا قدرت اللہ صاحب سے دو ہزار پانچسو روپیہ مہر پر پڑھا - خدا تعالیٰ مبارک کرے -

خطبہ جمعہ

اپنے اندر صحابہؓ کے سے آداب اور قوتِ ایمان پیدا کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷ ماہ صلح ۱۳۲۳ہش مطابق ۷ جنوری ۱۹۴۴ء بمقام لاہور

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہوگا۔

جلسہ سالانہ کے معاً بعد

جو مجھے یہاں آنا پڑا - تو کچھ اس کی وجہ سے - کچھ رستہ کے گرد و غبار کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ جلسہ کے کام کے نتیجہ میں میرا گلا پہلے ہی خراب ہو رہا تھا - یہاں آکر مجھے کھانسی اور نزلہ کی شکایت ہو گئی - اور کل سے تو نزلہ کی شکایت میں پھر تیزی پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے میں باہر نمازیں پڑھانے کے لئے بھی نہیں آسکا - اسی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ میری ایک بیوی (مریم صدیقہ بیگم) کا آج گلے کا اپریشن ہوا ہے - اور مجھے ان کا حال معلوم کرنے کے لئے جلدی جانا ہے - میں

مختصر خطبہ

ہی پڑھا سکتا ہوں - اور اس مجبوری کی وجہ سے نماز کے بعد بھی بغیر دوستوں سے مصافحہ کئے مجھے واپس جانا ہوگا - گویا ۲۰ - ۲۵ منٹ یا آدھ گھنٹہ میں میں یہاں سے انشاء اللہ روانہ ہو جاؤنگا - اسلئے جیسا کہ میں نے بتایا ہے - میں نہایت ہی مختصر الفاظ میں خطبہ کہہ سکتا ہوں - اور چونکہ میری آواز دور نہیں جا سکتی - اس لئے جب تک لاؤڈ سپیکر کام کرے گا - اسی وقت تک میں دوستوں تک اپنی آواز پہنچا سکونگا -

سب سے پہلے تو میں

اللہ تعالیٰ کا شکر

ادا کرتا ہوں - جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہماری جماعت کو تعداد کے لحاظ سے بہت بڑی زیادتی بخشی - ایک وہ وقت تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اگر جلسہ سالانہ پر اتنے آدمی جمع ہو جاتے جتنے اس مسجد میں اسی وقت جمع ہیں - تو اسے بہت بڑی

کامیابی کی علامت

سمجھا جاتا تھا - میں نہیں کہہ سکتا - کہ اس وقت کتنے آدمی مسجد میں جمع ہونگے - لیکن میرا خیال ہے - پانچ چھ سو کے قریب ضرور ہونگے - اور اتنے ہی یعنی سات سو کے قریب آدمی تھے - جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے آخری سال قادیان میں جلسہ سالانہ پر جمع ہوئے مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بار بار فرماتے تھے - کہ خدا نے ہمیں جس کام کے لئے دنیا میں بھیجا تھا وہ ہو گیا ہے - اور اب اتنی بڑی جماعت پیدا ہو گئی اور اتنی کثرت سے لوگ ایمان لے آئے ہیں - کہ ہم سمجھتے ہیں - ہمارا مقصد جو اس دنیا میں آنے کا تھا - وہ پورا ہو گیا ہے - اب کجا وہ دن تھا کہ جلسہ سالانہ پر اس قدر اژدہام کو

عظیم الشان اژدہام

سمجھا جاتا تھا - اور کجا یہ وقت ہے کہ اب لاہور شہر میں ہی ہماری ایک جمعہ کی نماز میں اس کے قریب قریب آدمی جمع ہو جاتے ہیں - یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس کی تائید کا ایک عظیم الشان نشان ہے - اور جن جماعتوں کے ساتھ اسکی نصرت ہوتی ہے - وہ اسی طرح بڑھتی چلی جاتی اور دشمن کی نگاہوں میں کانٹوں کی طرح کھٹکنے لگ جاتی ہیں - لیکن

خدا تعالیٰ کی تقدیر

پورا ہوئے بغیر نہیں رہتی - اور باوجود دشمنوں کی حاسدانہ نگاہوں کے وہ اپنی جماعت کو بڑھاتا - اور اسے دنیا میں ترقی دیتا چلا جاتا ہے -

اس میں کوئی شبہ نہیں - کہ یہ چیز اپنی ذات میں ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا موجب ہے - لیکن سب سے بڑی بات جس کا ہمیں ہر وقت فکر رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے - کہ ہماری جماعت کا ایمان اور اس کے اخلاق درست رہیں - ہمیں اپنی تعداد پر کبھی اس قدر اطمینان کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے - جس قدر اس بات کا ہمیں فکر رکھنا چاہیئے - کہ

ہماری جماعت کے اخلاق اور اسکی عادات

میں کس حد تک ترقی ہو رہی ہے -

ابھی یہاں مسجد میں داخل ہونے سے پہلے مجھے ایک دوست ملے - مجھے اس وقت تک یہ معلوم نہیں تھا - کہ لاؤڈ سپیکر کا مسجد میں انتظام کر لیا گیا ہے - میں نے اُن سے کہا - کہ قادیان میں جب میں جمعہ کا خطبہ پڑھ رہا ہوتا ہوں - تو مجھے یہی احساس ہوتا ہے - کہ میں جمعہ پڑھا رہا ہوں - لیکن لاہور میں جہاں کی جماعت قادیان کی جماعت کے مقابلہ میں پانچواں حصہ بھی نہیں - جب میں خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں - تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوں - کیونکہ یہاں وہ سکون اور وہ خاموشی نہیں ہوتی - جو

قادیان میں جمعہ کے موقعہ پر

سات آٹھ گنے زیادہ افراد پر طاری ہوتی ہے - حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں - جب جمعہ کے دن خطیب خطبہ کے لئے کھڑا ہو - تو ہر شخص کو خاموش رہنا چاہیئے - اور کسی شخص کو بھی خطبہ کے وقت دوسرے سے گفتگو نہیں کرنی چاہیئے -

ایڈیٹر :- غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ خطبہ میں بولنا منع ہے۔ اور وہ بول پڑے۔ تو دوسرا آدمی جو اسے منع کرنا چاہے اسے بھی یہ نہیں۔ کہ وہ بول کر منع کرے بلکہ اگر بالکل ہی مجبوری ہو جائے۔ تو وہ اشارہ سے دوسرے کو کلام کرنے سے منع کرے۔ زبان سے کوئی لفظ نہ نکالے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک حکم دیا ہے۔ کہ خطبہ میں جو شخص شور مچا رہا ہو۔ اسے بھی بول کر نہ روکا جائے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں بعض لوگ خطبہ میں باتیں کر لیتے۔ اور بعض دفعہ بلاوجہ ایک دوسرے کو اشارے کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

شریعت کا ایک حکم

توڑنے والے کو اشارہ سے منع کرنے کی اجازت دی ہے۔ مگر یہاں لوگ بعض دفعہ ہاتھ کے اشارے سے دوسرے کو اپنے پاس بلا لیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ہاتھ کے اشارے سے کوئی اور حرکت کر لیتے ہیں۔ مثلاً پانی منگوانا ہو۔ تو ہاتھ کے اشارہ سے منگوا لیں گے۔ حالانکہ خطبہ کی حالت میں سوائے خطیب کے اور سوائے ایسی صورت کے جو ناگزیر ہو اور جب ایسے خطرہ کی حالت ہو۔ کہ بولنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہے۔ کسی کے لئے بولنا جائز ہی نہیں ہوتا

حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس میں اس قدر خاموشی ہوتی تھی۔ کہ صحابہ کہتے ہیں۔ کہ کان علی رؤسھم الطیور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے والے ہر شخص کے سر پر پرندہ بیٹھا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر میں نے سر ہلایا۔ تو پرندہ اڑ جائے گا۔ اگر کسی مجلس میں دس پندرہ آدمی بیٹھے ہوں اور ان میں سے ہر شخص کے سر پر پرندہ بیٹھا ہو۔ اور ان میں یہ شرط طے پا جائے کہ ہمیں اس طرح سکون کے ساتھ بیٹھنا چاہیئے۔ کہ یہ پرندے ہمارے سروں پر سے اڑیں نہیں۔ تو جس خاموشی کے ساتھ وہ بیٹھ سکتے ہیں اسی قسم کی خاموشی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے والوں پر طاری ہوا کرتی تھی۔ پرندہ انسان سے بہت بھاگتا ہے۔ پھر اگر پرندہ کسی انسان کے سر پر بیٹھا ہوا ہو تو اس کی ادنے سے ادنے حرکت سے بھی اڑ جائے گا۔ مگر صحابہ رضؓ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے تو ایسے ساکت اور ایسے خاموش ہوتے کہ اگر پرندے بھی ان کے سروں پر اس وقت بیٹھے ہوتے۔ تو انہیں یہ پتہ نہ چلتا۔ کہ وہ درختوں پر بیٹھے ہیں یا آدمیوں کے سروں پر بیٹھے ہیں صحابہ کی یہی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ کہ

کان علی رؤسھم الطیور

یعنی وہ قطعی طور پر خاموش رہتے تھے اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرتے تھے جو اس مجلس کے آداب کے خلاف ہو۔ پس ہمیں بھی اپنے اندر وہ آداب پیدا کرنے چاہئیں جو صحابہ رضؓ کے اندر پائے جاتے تھے۔ اور وہی قوت ایمان ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔ جو صحابہ رضؓ کے اندر پائی جاتی تھی۔ جب تک ہم ان آداب کو اختیار نہیں کرتے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضؓ میں پائے جاتے تھے۔ اس وقت تک ہم ان فتوحات کی قطعی طور پر امید نہیں کر سکتے۔ جو ہمارے لئے مقدر ہیں۔ اور نہ ان

فتوحات کی امید

کر سکتے ہیں۔ جو اسلام کو حاصل ہونے والی ہیں۔ کیونکہ ان فتوحات کا ہمارے ساتھ تعلق ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ سب سے پہلے ہم اپنے نفوس کو ان فتوحات کا اہل ثابت کریں۔ اگر ہم اپنے نفوس میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرتے۔ اگر ہم وہ آداب اختیار نہیں کرتے۔ جو صحابہ رضؓ نے اختیار کئے۔ اگر ہم اس طریق عمل پر نہیں چلتے جس طریق عمل پر صحابہ چلے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہم اسلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان فتوحات سے محروم رکھ رہے ہیں۔ جو فتوحات ہمارے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کو حاصل ہونے والی ہیں۔

کسی جماعت کی

طاقت اور قوت کا صحیح معیار

یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ اس جماعت کے امام کو یہ معلوم ہو۔ کہ میرے احکام کی کس حد تک پابندی کی جائیگی۔ اور درحقیقت وہی امام دنیا میں لڑائی لڑ سکتا ہے۔ جو جانتا ہو۔ کہ میں نے جو بھی حکم دیا۔ لوگ اس کی اطاعت کرینگے اسی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

الامام جنۃ یقاتل من ورائہ

کہ امام ایک ڈھال کی طرح ہوتا ہے جس کے پیچھے ہو کر لڑائی لڑی جاتی ہے۔ جب وہ ڈھال آگے کرتا ہے۔ تو جماعت بھی آگے ہو جاتی ہے۔ اور جب پیچھے کرتا ہے تو جماعت بھی پیچھے ہو جاتی ہے۔ جب تک یہ بات کسی جماعت میں پیدا نہ ہو۔ اور جب تک امام کو یہ معلوم نہ ہو کہ لوگوں کے اندر

اطاعت اور فرمانبرداری

کی ایسی رُوح پائی جاتی ہے۔ کہ اگر میں کہونگا بیٹھ جاؤ تو سب بیٹھ جائیں گے۔ اگر کہونگا کھڑے ہو جاؤ تو سب کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر کہونگا لیٹ جاؤ تو سب لیٹ جائیں گے۔ اس وقت تک وہ کبھی دلیری سے دشمن پر حملہ نہیں کر سکتا۔

مشہور ہے کہ کوئی شخص کسی کے گھر مہمان آیا۔ اس نے اپنے نوکر کو ہر قسم کے ضروری آداب سکھائے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ بروقت اور نہائت عمدگی سے کام کرنے کا عادی تھا۔ اتفاقاً مہمان کے سامنے میزبان کو کسی چیز کی ضرورت پیش آگئی۔ مثلاً دہی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اس نے اپنے نوکر کو دہی لینے کے لئے بازار بھیجدیا۔ اور اس دوست سے کہا کہ میرا نوکر

بہت مؤدب اور فرض شناس

ہے۔ جو کام بھی اسے کرنے کے لئے کہا جائے۔ وہ ٹھیک وقت کے اندر اسے سرانجام دیتا ہے۔ چنانچہ کہنے لگا دیکھیئے میں نے اسے دہی لینے کے لئے بازار بھیجا ہے اور دوکان تک دو منٹ کا راستہ ہے اب چونکہ ایک منٹ گذر چکا ہے۔ اسلئے مجھے یقین ہے کہ وہ فلاں جگہ تک پہنچ گیا ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ اب مجھے یقین ہے کہ وہ دوکان تک پہنچ گیا ہوگا۔ پھر منٹ دو منٹ انتظار کرنے کے بعد جو سودا خریدنے پر صرف ہو سکتے تھے وہ کہنے لگا اب مجھے یقین ہے کہ وہ دہی لے کر وہاں سے چل پڑا ہے تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ اب وہ فلاں نکڑ تک پہنچ گیا ہے۔ کچھ اور دیر گزری تو کہنے لگا مجھے یقین ہے۔ کہ اب وہ ڈیوڑھی میں آچکا ہے۔ چنانچہ اس نے آواز دی۔ کہ کیوں میاں دہی لے آئے۔ نوکر کہنے لگا۔ حضور حاضر ہے۔ یہ نمونہ ایسا اعلےٰ تھا۔ کہ اسے دیکھ کر ہر شخص کی طبیعت خوشی محسوس کرتی تھی۔ چنانچہ مہمان بھی بہت خوش ہوا۔ اور اس نے اپنے دل میں فیصلہ کیا۔ کہ میں بھی اپنے نوکر کی ایسی ہی تربیت کرونگا۔ مگر وہ مہمان خود

اجڈ اور جاہل

تھا۔ اس نے اپنے نوکر کو تہذیب و شائستگی کے اصول کیا سکھانے تھے۔ اس کے اپنے کاموں میں بھی کوئی باقاعدگی نہ پائی جاتی تھی۔ مگر اس کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے کہا۔ اب میں بھی اپنے نوکر کو ایسی ہی تہذیب سکھاؤنگا۔ چنانچہ اس نے واپس جاکر اپنے نوکر کو سکھانا شروع کر دیا مگر وہ اجڈ ان پڑھ اور جاہل تھا۔ اس پر ان سبقوں کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ پانچ چھ ماہ گذر گئے۔ تو اس نے اپنے شہری دوست کی دعوت کی۔ اور اسے کہا۔ کہ گاؤں کی آب وہوا بہت اچھی ہوتی ہے۔ آپ میرے ہاں تشریف لائیں۔ چنانچہ وہ اس دعوت پر اسکے گاؤں میں گیا۔ جب دسترخوان بچھا تو اس نے بھی اسکی نقل کرنی شروع کر دی۔ زمینداروں کے گھروں میں عام طور پر دہی ہوتا ہے۔ مگر اس نے چونکہ اپنے دوست کو یہ بتانا تھا۔ کہ میرا نوکر بھی بڑا ہوشیار اور فرض شناس ہے۔ اس نے اسے آواز دے کر کہنے لگا۔ میاں ذرا جانا۔ اور فلاں دوکاندار کے ہاں سے دہی تو لے آنا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ میرا نوکر بھی بڑا ہوشیار اور مؤدب ہے۔ اب وہ فلاں جگہ پہنچ چکا ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا مجھے یقین ہے کہ اب وہ دوکان تک پہنچ چکا ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر کہنے لگا۔ اب وہ دہی لے رہا ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ اب وہ دہی لے کر وہاں سے ضرور چل پڑا ہے ایک منٹ کے بعد کہنے لگا۔ اب وہ فلاں جگہ پہنچ چکا ہوگا۔ پھر کچھ وقت گزرا۔ تو کہنے لگا کہ اب مجھے یقین ہے۔ کہ وہ دہی لے کر ڈیوڑھی میں آ پہنچ چکا ہے چنانچہ اسے آواز دے کر کہنے لگا کیوں میاں دہی لے آئے۔ نوکر کہنے لگا "تسین اپنے کاہنے کیوں پے گئے ہو میں جتی تے لبھ لواں فیر دہی بھی لے آواں گا" یعنی آپ اتنی جلدی کیوں کرتے ہیں۔ میں جوتی تو تلاش کر لوں۔ پھر دہی بھی لے آؤں گا۔

اب بتاؤ ایسے انسان جس کے تحت ہوں۔ اس نے دشمن سے کیا مقابلہ کرنا ہے

مقابلہ کی جرأت

تو وہی کرتا ہے۔ جو دل میں یہ یقین اور وثوق رکھتا ہو۔ کہ میرے ہر حکم کی لوگ اطاعت کرینگے۔ اور جانتا ہو۔ کہ جب بھی میں کوئی حکم دونگا۔ وہ

نتائج اور عواقب کی پرواہ کئے بغیر

اس کی تعمیل پر کمر بستہ ہو جائیں گے۔ اگر میں کہونگا اٹھو تو وہ اٹھ کھڑے ہونگے۔ اگر کہونگا بیٹھو تو وہ بیٹھ جائینگے اگر کہونگا۔ آگے بڑھو تو وہ آگے بڑھینگے اور اگر کہوں گا پیچھے ہٹو۔ تو وہ پیچھے ہٹ جائیں گے۔ مگر آجکل ہمارے زمانہ میں بالخصوص ہندوستانیوں کی یہ ذہنیت ہے۔ کہ اگر وہ فوج میں باقاعدہ کام نہ کرتے ہوں۔ انہیں ملازمت سے برطرف کئے جانے یا تنخواہ کے بند ہو جانے کا ڈر نہ ہو۔ اور اسی طرح رضا کارانہ رنگ میں کام کر رہے ہوں۔ جس طرح ہماری جماعت کام کر رہی ہے۔ تو اگر ان کا امام یا لیڈر انہیں یہ کہے کہ چلو دشمن پر حملہ کرو۔ اور وہ بڑی امیدوں اور بہت بڑی امنگوں کے بعد ایسا حکم دے۔ تو ان میں سے کوئی شخص یہ کہنے لگ جائے گا۔ کہ حملہ کے لئے اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ میں اپنے کپڑے تو گھر سے لے آؤں۔ کوئی کہیگا میں اپنا مال تو کسی محفوظ جگہ میں رکھ لوں۔ کوئی کہے گا میں اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کا سامان تو کر لوں۔ غرض کوئی کچھ بہانہ بنانے لگ جائے گا۔ اور کوئی کچھ۔ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے

صرف ظاہری سامانوں کے ساتھ

کسی جماعت کا اپنی کامیابی کی امید رکھنا بالکل غلط ہوتا ہے۔ کامیابی اسی جماعت کو حاصل ہوتی ہے۔ جسے جن الفاظ میں حکم دیا جائے۔ وہ ان الفاظ کی اتباع کرے۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی اطاعت سے انحراف نہ کرے۔ مثلاً مجھے یہاں آتے ہی مقامی امیر صاحب نے بتایا۔ کہ دوستوں سے کہہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ مصافحہ نہ کریں۔ میں نے کہا۔ یہ تو آپ نے ٹھیک کیا۔ کہ ایسا اعلان کر دیا۔ کیونکہ میں نے جلدی واپس جانا ہے۔ لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے۔ کہ لوگ اس امر کی کہاں تک تعمیل کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے ایسے مواقع پر جب یہ اعلان کر دیا جاتا ہے۔ کہ

کوئی شخص مصافحہ نہ کرے

تو پھر بھی کوئی نہ کوئی شخص آگے بڑھ کر مصافحہ کر لیتا ہے۔ اور جب اسے کہا جاتا ہے۔ کہ مصافحہ کرنا تو منع تھا تم نے مصافحہ کیوں کیا۔ تو وہ شور مچانے لگ جاتا ہے۔ کہ کوئی شخص مصافحہ نہ کرے۔ حالانکہ وہ خود مصافحہ کر چکا ہوتا ہے۔ پھر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو چودھری سمجھ لیتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ اس قسم کے حکم کی فرمانبرداری دوسروں پر فرض ہے۔ ان پر نہیں۔ حالانکہ جو شخص اپنے آپ کو قوم میں سے اعلیٰ فرد سمجھتا ہے جو خیال کرتا ہے۔ کہ میں دوسروں سے زیادہ مقرب ہوں یا جماعت کا افسر اور اس کا عہدہ دار ہوں۔ اسے اطاعت اور فرمانبرداری کا بھی دوسروں سے اعلیٰ نمونہ دکھانا چاہیئے۔ مگر ہوتا یہ ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھ لیتا ہے۔ اول تو ایسے موقعہ پر جب خلیفہ یا کوئی اور افسر آرہا ہو۔ اسے اطلاع دینی چاہیئے کہ ہم نے ایسا قانون بنا دیا ہے تا کہ اسے بھی معلوم ہو کہ کس قانون کا اعلان کیا گیا ہے اور وہ معلوم کر سکے۔ کہ لوگ اس قانون کا کس حد تک احترام کرتے ہیں۔ پھر میرے نزدیک ایسے حالات میں مقدم امر یہ ہوتا ہے۔ کہ امیر یا پریذیڈنٹ یا کوئی اور عہدیدار خود بھی مصافحہ نہ کرے۔ تا کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنے۔ اور اگر اس نے اپنے آپ کو مستثنیٰ ہی رکھنا ہو تو اس کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کرے کہ میں فلاں فلاں وجوہ سے اس حکم سے مستثنیٰ رہونگا۔ اس کے بعد وہ بیشک مستثنیٰ سمجھا جائیگا۔ مگر اس اعلان کے بغیر اگر وہ اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھ لے تو اس کا دوسروں پر اچھا اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور میرے نزدیک بعض حالات یقیناً ایسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جب اس قسم کے حکم سے

بعض لوگوں کو مستثنیٰ کرنا

ضروری ہو۔ مثلاً استقبال ہے۔ اگر ساری جماعت استقبال کے لئے کھڑی ہے اور خلیفہ وقت یا امیر یا جماعت کا کوئی افسر آرہا ہے۔ تو ایسے موقع پر کوئی نہ کوئی ایسے لوگ ضرور مقرر کرنے پڑیں گے جو دوسروں سے آگے بڑھ کر استقبال کا فرض ادا کریں۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ سب قطاروں میں کھڑے رہیں۔ اور کوئی شخص بھی استقبال کے لئے آگے نہ بڑھے۔ لیکن بہر حال ایسے موقع پر پہلے سے یہ اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ اس ضرورت کے ماتحت فلاں فلاں دوست مستثنیٰ ہوں گے۔ تا کہ لوگوں پر یہ اثر نہ ہو کہ آپ ہی ایک حکم دیا جاتا ہے۔ اور آپ ہی اس کی خلاف ورزی کی جاتی ہے یہ

ایک غلط خیال

ہے جو بعض افسروں کے اندر پایا جاتا ہے۔ اور بعض ماتحت بھی سمجھتے ہیں۔ کہ افسر اپنے حکم کا خود پابند نہیں ہوتا حالانکہ اس حکم کا وہ ویسا ہی پابند ہوتا ہے جیسے دوسرے لوگ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتا ہے۔ تو لوگوں سے کہدے انا اول المسلمین۔ یعنی جب میں کوئی بات کہتا ہوں۔ تو سب سے پہلے اس کا مخاطب میرا نفس ہوتا ہے اور میں اپنے آپ کو اس پر عمل کرنے والا قرار دیتا ہوں۔ لیکن پھر بھی اگر کسی وجہ سے مقامی امیر یا کوئی اور افسر اپنے آپ کو مستثنیٰ کرنا چاہے۔ تو اُسے یہ اعلان کر دینا چاہیئے کہ اس حکم کا اطلاق مجھ پر نہیں ہوگا۔ تا کہ جماعت میں اگر بعض ایسے کمزور طبع لوگ موجود ہوں۔ جنہیں دھوکا لگ سکتا ہو۔ تو اس قسم کے اعلان کی وجہ سے وہ دھوکا نہ کھائیں اور ٹھوکر سے محفوظ رہیں۔ غرض

جماعتی ترقی کیلئے

یہ نہایت ضروری ہے کہ لوگوں کے اندر کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا مادہ پایا جاتا ہو۔ اگر امام کو یہ یقین ہو۔ اور وہ کامل وثوق سے کہہ سکتا ہو۔ کہ لوگ میرے ہر حکم کی اطاعت کرینگے تو میں سمجھتا ہوں۔ جتنا کام وہ پہلے کرتا ہو۔ اس سے کئی گنا زیادہ کام وہ کر سکتا ہے۔ مثلاً مجھے اپنی جماعت کے بارہ میں بہت سی باتوں کے متعلق یہ یقین اور وثوق ہے۔ کہ ان امور میں جماعت میری فرمانبرداری کرے گی۔ مگر جن باتوں کے متعلق میرا تجربہ نہیں اُن میں ہمیشہ مجھے شبہ ہی رہتا ہے کہ نہ معلوم

جماعت کے افراد

اُن باتوں میں بھی اطاعت کا کامل نمونہ دکھائیں گے یا نہیں۔ اگر مجھے یقین ہو۔ کہ ان باتوں میں بھی جماعت اسی ایمان اور اسی اخلاص اور اسی اطاعت کا نمونہ دکھائے گی۔ جس ایمان۔ اخلاص اور اطاعت کا نمونہ وہ دوسری باتوں میں دکھا چکی ہے۔ تو میرا کام پہلے سے کئی گنا بڑھ جائے۔ مگر اب ہر قدم کے اٹھاتے وقت مجھے دیکھنا پڑتا ہے۔ کہ جماعت کے کمزور طبقہ کو میں اپنے ساتھ چلا سکتا ہوں۔ یا نہیں بے شک

الٰہی جماعتوں پر

ایک وقت ایسا بھی آتا ہے۔ جب اس بات کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ کہ کمزور پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر بہر حال جب تک وہ وقت نہیں آتا۔ کمزور طبع کا خیال رکھنا ہی پڑتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غزوۂ تبوک کے موقع پر

کئی لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے۔ اور آپ سے جنگ پر نہ جانے کی اجازت حاصل کرتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کی کمزوری ایمان کو دیکھتے ہوئے انہیں اجازت دے دیتے۔ وہ بظاہر تو مومن تھے۔ مگر ان کے دل میں نفاق تھا۔ اور اس وجہ سے جنگ پر جانے سے ان کا دل لرزتا تھا۔ کوئی آتا اور کہتا۔ میری بیوی بیمار ہے۔ کوئی کہتا۔ اگر میں گیا۔ تو میری فصل کو نقصان ہوگا۔ کوئی کہتا۔ میرے بغیر گھر کی حفاظت کا کوئی ذریعہ نہیں۔ کوئی کہتا اگر میں جنگ پر چلا گیا۔ تو میرا مال سب برباد ہو جائے گا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس خیال سے کہ یہ

کمزور طبقہ جماعت

کے ساتھ شامل رہے۔ انہیں اجازتیں دینی شروع کر دیں۔ چنانچہ جس نے بھی آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا تم رہ جاؤ۔ مگر جب آپ جنگ سے واپس تشریف لائے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا۔ کہ تمہیں یہ حق حاصل نہیں تھا۔ کہ تم ان کو جنگ سے پیچھے رہنے کی اجازت دے دیتے۔ اب خدا نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ جو لوگ کمزور ہیں۔ انہیں پیچھے کر دیا جائے۔ اور جماعت کو ترقی کے میدان میں بڑھا دیا جائے۔ پس بے شک پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کمزوروں کو جماعت کے طاقتور حصہ کے ساتھ شامل رکھتے تھے۔ مگر پھر

الٰہی حکم کے ماتحت

آپ نے ان کو پیچھے کر دیا۔ چنانچہ اسکے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقوں کو ننگا کرنا شروع کر دیا۔ یہانتک کہ وہ اکثر لوگوں کو نظر آنے لگ گئے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر بھی حیاء سے کام لیا۔ اور صرف چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان

منافقین کے نام

بتائے۔ مگر بہر حال آپ نے ان کو بے نقاب کر دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بڑا شوق رہتا تھا۔ کہ وہ منافقوں کے نام معلوم کریں۔ چنانچہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑے رہتے۔ اور کہتے۔ یا رسول اللہ مجھے اُن کے نام ضرور بتا دیجئے۔ میں ڈرتا ہوں۔ کہ میں کسی منافق کے پیچھے نماز نہ پڑھ لوں۔ یا غلطی سے کسی منافق کا جنازہ نہ پڑھ لوں۔ اور آپ انہیں بتا دیتے۔ مگر فرماتے دیکھو حیاء سے کام لینا۔ اور ان کو بدنام نہیں کرنا۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ ہم جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پُوچھتے۔ کہ کون کون منافق ہیں۔ تو وہ ان کے نام نہ بتاتے۔ لیکن ہم اگر دیکھتے۔ کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کسی مسلمان کا جنازہ پڑھنے کا موقع تو ملا۔ مگر انہوں نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تو ہم بھی اس کا جنازہ نہ پڑھتے اور سمجھ لیتے کہ وہ ضرور منافق ہوگا۔ اسی طرح اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ کسی شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے تو ہم بھی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور سمجھ لیتے تھے۔ کہ وہ منافق ہے۔

تو ایک وقت ایسا آیا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے گو منافقوں کا نام لیکر ان کی تشہیر نہیں فرمائی۔ مگر عملی طور پر آپ انکو پیچھے چھوڑ گئے۔ اور وہ تمام جماعت سے الگ نظر آنے لگ گئے۔ اسی طرح

ہماری جماعت میں

بعض ایسے لوگ موجود ہیں۔ جن کے متعلق یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اگر اسلام اور احمدیت کے لئے جان اور مال کلی طور پر قربان کر دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ تو وہ اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنے بیوی بچوں اور اپنے وطن کو قربان کرتے ہوئے۔ آگے بڑھیں گے۔ اور اسلام اور احمدیت کے منشاء کے مطابق کام کریں گے یا نہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے گذشتہ تجربہ کی بناء پر میں اُمید کرتا ہوں کہ جب بھی اسلام اور احمدیت کی طرف سے

انتہائی قربانی کا مطالبہ

کیا گیا۔ اکثر احمدی لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ اور اپنی جانوں اور اپنے اموال کو قربان کر دیں گے۔ لیکن پھر بھی اس بات کا یقین نہیں آتا کہ اگر وہ دن آ گیا۔ اور اگر الٰہی مشیت نے کسی دن یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ اب سب لوگ آگے بڑھیں۔ اور اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو قربان کر دیں۔ تو جماعت میں سے کتنے لوگ اس کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ اور کتنے لوگ یہ کہنے والے ہوں گے۔ کہ اذھب انت و ربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ مگر بہر حال ہر مومن کو اپنے دل میں اس

مقصد عظیم کے لئے

تیار ہونا چاہیئے۔ اور ابھی سے اُس آنے والے دن کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔ غفلت کا سب سے بڑا نقص یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان یہ سمجھتا ہے۔ میرے ساتھ یہ معاملہ پیش نہیں آ سکتا یا میرے ساتھ وہ معاملہ پیش نہیں آ سکتا مثلاً اس زمانہ میں ہمیں یہ یقین ہے۔ کہ

تلوار کے جہاد کا کوئی موقع

نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت یہ اعلان کیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں تلوار کے جہاد کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت ملتوی کر دیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ یہ تلوار کے جہاد کا التواء کتنی دیر تک ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والی پہلی جماعت ہم ہیں۔ اور اس وجہ سے

تلوار کے جہاد کا وقت

ہم پر نہیں آ سکتا۔ لیکن پھر بھی ہمارے دلوں میں یہ ایمان ہونا چاہیئے۔ کہ گو خدا تعالےٰ ہمیں تلوار کے جہاد کے لئے کھڑا نہیں کریگا لیکن اگر اس کی مشیت تلوار کے جہاد کا فیصلہ کر دے۔ تو موقع آنے پر ہم اس جہاد کے لئے تیار ہوں گے۔ اور اپنی جانیں احمدیت کے لئے قربان کر دینگے۔ جبتک ہم اس قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کرتے۔ بلکہ جب تک ہم ہر اُس قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کرتے۔ جو پہلے انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑی۔ اور اپنے نفوس کو اس بات پر آمادہ نہیں کرتے۔ کہ جب بھی اور جس قسم کی قربانی کا بھی موقع آیا۔ ہم اپنے آپ کو پیش کر دیں گے۔ اُسوقت تک ہم کبھی بھی

اپنے ایمان کی پختگی

پر یقین نہیں رکھ سکتے۔ اور ہم کبھی بھی اطمینان کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم پر وُہ دن نہیں آ سکتا۔ کہ ہم رات کو ایمان کے ساتھ سوئیں اور صبح کافر اٹھیں۔ یا صبح مومن ہوں اور شام کو کافر ہوں۔ وہ شخص جس کے دل میں پختہ ایمان نہ ہو اور جو ہر وقت اپنے آپ کو ان قُربانیوں کے لئے تیار نہ کرتا رہے۔ وہ وقت آنے پر یقیناً اگر رات کو مومن ہونے کی حالت میں سوئے گا۔ تو صبح کافر اُٹھے گا۔ یا صبح مومن ہوگا۔ تو شام کو کافر ہوگا۔ پس ہمیں جہاں اپنی جماعت کی تعداد بڑھانے کی ضرورت ہے۔ وہاں ہر جماعت کے امیر اور پریذیڈنٹ کو چاہیئے۔ کہ وہ

جماعت کی اخلاقی نگرانی

کی طرف بھی توجہ کریں۔ ہر شخص جو اپنے ادنیٰ سے ادنیٰ بھائی یا ہمسایہ یا کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والے فرد کے مال میں معمولی سے معمولی خیانت بھی کرتا ہے اس کے متعلق تم کبھی یہ خیال نہ کرو۔ کہ وہ خدا کے مال میں خیانت نہیں کرے گا۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ کسی ہندو یا سکھ یا عیسائی یا ایک دہریہ سے معاملہ کرتے وقت دیانت کی ضرورت نہیں۔ تو اس کے متعلق تمہیں یہ کبھی گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ مسلمان سے معاملہ کرتے وقت دیانتداری سے کام لیگا۔ جو شخص بد دیانت ہے وہ ہمیشہ بد دیانتی کریگا خواہ وہ ایک مسلمان سے معاملہ کر رہا ہو۔ یا ایک ہندو سکھ اور عیسائی سے معاملہ کر رہا ہو۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ مسلمان کے مال میں بد دیانتی نہیں کرتا صرف ہندو یا سکھ یا عیسائی یا دہریہ کے مال میں بد دیانتی کرتا ہے کیونکہ بد دیانتی ایسے شخص کی فطرت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور فطرت ایسی چیز ہے جو کبھی نہیں بدلتی اگر کسی اونچی جگہ پر قرآن رکھا ہوا ہو۔ اور اُسے ایک مسلمان اور ایک سکھ اُٹھانے لگیں اور فرض کرو کہ سکھ لمبے قد کا ہو۔ اور مسلمان چھوٹے قد کا۔ تو یہ نہیں ہوگا کہ چھوٹے قد کے مسلمان کا ہاتھ تو قرآن تک پہنچ جائے اور لمبے قد کے سکھ کا ہاتھ وہاں نہ پہنچے۔ اگر قرآن اونچی جگہ پر ہے تو یقیناً لمبے سکھ کا ہاتھ وہاں تک پہنچ جائیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

552

لیکن چھوٹے قد کے مسلمان کا ہاتھ وہاں نہیں پہنچے گا۔ اسی طرح اگر

سمندر کی تہ میں

کوئی چیز جا پڑی ہے۔ تو ایک مسلمان متقی خدا تعالےٰ کی خشیت اور اس کی محبت رکھنے والا اگر تیرنا نہیں جانتا۔ تو وہ اس چیز کو نہیں نکال سکے گا۔ لیکن ایک ہندو سکھ عیسائی بلکہ دہریہ جو مذہب سے بکلی آزاد ہوتا ہے وہ اگر تیرنا جانتا ہوگا تو وہ اسے نکال لے گا۔ پس

فطرت کبھی نہیں بدلتی

یہی وجہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کوئی شخص تمہارے پاس آکر یہ کہے کہ احد پہاڑ اپنی جگہ سے بدل گیا ہے۔ تو تم اس بات کو مان لو۔ لیکن اگر کوئی شخص تمہیں یہ کہتا سنائی دے۔ کہ فلاں شخص کی فطرت بدل گئی ہے۔ تو تم اسے کبھی تسلیم نہ کرو۔

تو جو شخص بد دیانت ہے وہ ہر جگہ بد دیانتی کرے گا۔ چاہے وہ ہندو سے معاملہ کر رہا ہو یا سکھ سے معاملہ کر رہا ہو۔ یا عیسائی سے معاملہ کر رہا ہو یا ایک مسلمان سے معاملہ کر رہا ہو۔ جو شخص جھوٹ بولنے کا عادی ہے۔ اس کے متعلق یہ یقین کر لینا۔ کہ وہ ایک سکھ سے تو جھوٹ بولیگا ایک ہندو سے تو جھوٹ بولے گا۔ ایک عیسائی سے تو جھوٹ بولیگا۔ ایک دہریہ سے تو جھوٹ بولیگا۔ ایک مسلمان سے جھوٹ نہیں بولیگا صریح غلط ہے۔ وہ جب بھی جھوٹ بولیگا یہ نہیں دیکھے گا کہ جس کے سامنے وہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔ وہ ایک مسلمان ہے یا ہندو سکھ اور عیسائی ہے

ہماری جماعت میں ایک شخص

ہؤا کرتا تھا۔ میں نے بعض دفعہ اس کا نام بھی لیا ہے۔ مگر اب میں اس کا نام نہیں لونگا۔ کیونکہ میں اس کا ایک نقص بیان کرنے لگا ہوں۔ وہ شخص بعد میں شائد پیغامی ہو گیا تھا۔ اور اب تو مر بھی چکا ہے۔ وہ ایک دفعہ میرے ساتھ ایک ایسی جگہ گیا۔ جہاں احمدیت کی تبلیغ نہیں پہنچی تھی۔ اس کو جھوٹ بولنے کی بہت عادت تھی۔ اور ہم ہمیشہ اسے کہا کرتے تھے۔ کہ بندۂ خدا تم کبھی تو سچائی سے کام لیا کرو۔ ہمیشہ جھوٹ ہی بولتے ہو۔ ایک دفعہ وہ کسی شخص کو تبلیغ کرنے لگا۔ اور احمدیت کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اس نے

لیکھرام والی پیشگوئی

بیان کرنی شروع کر دی۔ مگر اس نے بیان اس طرح کیا۔ کہ لیکھرام ایک شخص تھا۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق سخت بد زبانی کیا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق پیشگوئی کی۔ کہ وہ فلاں دن فلاں تاریخ۔ فلاں سال اور فلاں وقت قتل کر دیا جائے گا یعنی جن امور کو ہم استدلال کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ ان کو اس نے اس رنگ میں بیان کرنا شروع کر دیا۔ کہ گویا انہی لفظوں میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ پھر کہنے لگا۔ چونکہ پیشگوئی اتنی واضح تھی۔ اور اس میں لیکھرام کے قتل ہونے کا سال۔ اس کی تاریخ۔ اس کا دن بلکہ وقت تک بتا دیا گیا تھا۔ اس لئے جب وہ دن آیا۔ لاہور کی پولیس اس کے مکان کے اندر اور باہر بیٹھ گئی۔ اور چاروں طرف پہرہ دار مقرر کر دیئے گئے۔ تاکہ کوئی شخص قتل کے ارادہ سے اندر داخل نہ ہو سکے۔ میں اس وقت کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ وہ یہ باتیں کرتا رہا اور میں سنتا رہا۔ سنتا رہا۔ آخر کہنے لگا جب مقررہ وقت آ پہنچا تو لیکھرام ایک کمرہ کے اندر بیٹھ گیا۔ اور اس کمرہ کو باہر سے تالا لگا دیا گیا۔ سیڑھیوں پر اور مکان کے اندر باہر سب جگہ پولیس بیٹھ گئی۔ اور اپنی طرف سے تمام کوششیں اس غرض کے لئے کر لی گئیں کہ کوئی شخص اسے قتل نہ کر سکے۔ لیکن وقت گزرنے کے بعد جب لوگوں نے دروازہ کھولا۔ تو وہ اندر زخمی پڑا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کون شخص زخمی کر گیا ہے۔ تو وہ کہنے لگا۔ میں اندر بیٹھا تھا۔ کہ یکدم چھت پھٹی۔ اور اس میں سے ایک فرشتہ نے اندر داخل ہو کر مجھے خنجر سے زخمی کر دیا۔ وہ جب یہاں تک پہنچا تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔ اور میں نے اسے کہا کیا اس قسم کی کذب بیانی پر تمہیں شرم محسوس نہیں ہوتی۔ یہ کونسی پیشگوئی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی۔ اور کب اس رنگ میں پوری ہوئی۔ اس پر پہلے تو اس نے بہانہ بنایا۔ کہ میں نے ایسا ہی پڑھا تھا۔ میں نے کہا یہ تمہارا دوسرا جھوٹ ہے۔ احمدیوں کی کسی کتاب میں یہاں تک کہ ان رطب و یابس سے بھری ہوئی تحریروں میں بھی جن میں بعض دفعہ ٹوٹی پھوٹی پنجابی کے اشعار درج ہوتے ہیں۔ لیکھرام والی پیشگوئی کو اس رنگ میں بیان نہیں کیا گیا۔ جس رنگ میں تم نے بیان کیا ہے۔ آخر کہنے لگا۔ میں نے سمجھا تھا۔ کہ دوسرے کے دل میں ایمان پیدا کرنے کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ میں نے کہا

خدا اور اس کا سلسلہ

تمہارے جھوٹ کا محتاج نہیں۔ اگر تم جھوٹ بول کر سلسلہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرتے ہو۔ تو چاہے تم دوسرے کے اندر ایمان پیدا کرنے کے لئے ہی ایسا کیوں نہ کرو۔ یہ ایک شدید ترین گناہ ہے۔ اور اس کا ارتکاب تمہیں مجرم بنانے والا ہے۔

تو بعض دفعہ انسان یہ خیال کر لیتا ہے کہ فلاں موقعہ پر جھوٹ بولنا جائز ہے یا فلاں شخص سے بد دیانتی۔ بد دیانتی نہیں کہلا سکتی۔ مگر یہ اس کے

نفس کا دھوکا

ہوتا ہے۔ جسے جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ ہر شخص سے جھوٹ بولتا ہے چاہے وہ مسلمان ہو ہندو ہو سکھ ہو۔ عیسائی ہو۔ اور جو شخص سچ بولنے کا عادی ہے۔ وہ مسلمان سے بھی سچ بولیگا وہ ہندو سے بھی سچ بولیگا۔ وہ سکھ سے بھی سچ بولیگا۔ وہ عیسائی سے بھی سچ بولیگا۔ اسی طرح جس شخص کے اندر دیانت پائی جاتی ہے وہ

ہر شخص سے دیانتداری کا معاملہ

کریگا۔ چاہے وہ اس کی قوم کا فرد ہو یا کسی اور قوم کا۔ اور جس شخص کے اندر بد دیانتی پائی جاتی ہے۔ وہ ہر شخص سے بد دیانتی کرے گا۔ چاہے وہ اس کے مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو۔ یا تعلق نہ رکھنے والا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چوری ہو گئی۔ ان کا ایک غلام گھبرا کر ادھر ادھر دوڑتا پھرتا اور کہتا خدا لعنت کرے اس شخص پر جس نے چوری کی۔ ارے چوری اور پھر ابوبکر کی چوری۔ شام کو وہی زیور جو چرایا گیا تھا۔ ایک یہودی کے پاس سے ملا۔ اور اس نے بیان کیا۔ کہ میرے پاس یہی غلام فروخت کرنے کے لئے لایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہؤا تو آپ نے فرمایا۔ اگر یہ چوری کرنے والے پر لعنت نہ کرتا تو شائد بچ جاتا۔ مگر اس نے تو لعنت ڈال کر اپنے آپ کو خود ننگا کر لیا۔ تو یہ کہنا کہ یہ مسلمان کی چوری نہیں ہندو کی چوری ہے۔ یا مسلمان سے جھوٹ نہیں بولا گیا۔ سکھ سے جھوٹ بولا گیا ہے۔ یا مسلمان سے یہ بد دیانتی نہیں کی گئی۔ ایک عیسائی سے بد دیانتی کی گئی ہے۔ بالکل لغو اور فضول بات ہے۔

مومن کے اخلاق

تو ایسے ہونے چاہئیں کہ جن لوگوں سے وہ معاملہ کر رہا ہو انہیں وہ خواہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو سب کے ساتھ اس کا حسن سلوک یکساں ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مومن وہ ہے جو ہر ملنے والے کو سلام کرتا ہے۔ چاہے وہ اسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ اس حدیث کے اور بھی معنے ہیں۔ مگر اس کا ایک یہ مفہوم بھی ہے۔ کہ مومن کا سلام اور اس کا حسن سلوک کسی خاص شخص سے مخصوص نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر شخص کے ساتھ اس کا اخلاقی برتاؤ یکساں ہوتا ہے۔ چاہے وہ اس کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ تو

مومن وہی ہے

جس کے حسن سلوک اور جس کے اعلیٰ اخلاق کا تعلق کسی خاص شخص یا کسی خاص قوم سے مخصوص نہ ہو۔ بلکہ ہر شخص کے ساتھ اسکا یکساں تعلق ہو۔ خواہ وہ اس کا واقف ہو یا ناواقف یہ نہ ہو کہ وہ اپنے دوست سے معاملہ کرتے وقت تو حسن سلوک سے کام لے اور دشمن سے معاملہ کرتے وقت بد اخلاقی پر اتر آئے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ تمہاری جیب میں مشک پڑا ہو۔ اور اس کی خوشبو صرف تمہارا دوست سونگھے۔ تمہارا دشمن اسکو نہ سونگھ سکے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے گلے میں پھولوں کا ہار پڑا ہوا ہو اور اسکے پھولوں کی مہک تمہارے دماغ میں تو آئے یا تمہارے عزیزوں کے دماغ میں تو آئے۔ لیکن تمہارا غیر اس سے محروم رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اگر تم خوبصورت ہو۔ تمہارا رنگ سفید ہے۔ تمہارے نقش اچھے ہیں۔ تو تم اپنے دوست کو تو خوبصورت نظر آؤ۔ لیکن دشمن کو خوبصورت نظر نہ آؤ۔ اگر تمہارے اندر حسن پایا جاتا ہے۔ تو وہ ہر شخص کو نظر آئے گا۔ چاہے وہ تمہارا واقف ہو یا ناواقف۔ اسی طرح اگر تمہارے گھر میں گند ہوگا۔ تو یہ نہیں ہوگا۔ کہ وہاں اگر تمہارا دشمن آجائے۔ تو اس کا دماغ تو گند سے پھٹنے لگے۔ لیکن تمہارے دوست کو گند محسوس نہ ہو۔ یقیناً جس طرح تمہارے دشمن کا دماغ پھٹے گا۔ اسی طرح اس گند سے تمہارے دوست کا دماغ بھی پھٹیگا اسی طرح اگر تمہارے پاس خوشبو ہے۔ تو وہ ہر ایک کو آئے گی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ دوست کو آئے اور دشمن کو نہ آئے۔ اگر خوشبو تم میں اور تمہارے غیر میں امتیاز نہیں کر سکتی۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ تمہارے دل میں ایمان پایا جائے اور پھر تم زید سے اور سلوک کرو۔ اور بکر سے اور سلوک کرو۔ مسلمانوں سے اور رنگ میں پیش آؤ۔ اور ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں سے اور رنگ میں پیش آؤ۔ اگر تمہارے دل میں ایمان ہوگا۔ اگر تم واقعہ میں بااخلاق ہوگے۔ اور اگر تم حقیقت میں اپنے اندر نیکی اور تقوی رکھتے ہوگے۔ تو

تمہاری نیکی کی خوشبو

جس طرح تمہارے دوست کے ناک میں جائیگی اسی طرح تمہارا دشمن بھی اس سے متاثر ہوگا۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ اگر تمہارا دشمن تمہارے اندر اعلیٰ اخلاق نہیں دیکھتا۔ اگر تمہارے حسن سلوک کا وہ کوئی مشاہدہ نہیں کرتا۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارے اندر ایمان نہیں پایا جاتا۔ ورنہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ہی شیشی کا منہ جب دوستوں کی طرف ہو۔ تو انہیں اس میں سے خوشبو آئے۔ اور جب اس کا منہ دشمنوں کی طرف کر دیا جائے۔ تو انہیں اس سے بدبو محسوس ہو۔ پس

اخلاق کی درستی

نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ اور ہماری جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو۔ اخلاق کے بغیر تم میں کبھی وہ مضبوطی اور وہ جرأت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مومن تو اپنے ایمان میں ایسی پختگی رکھتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے دین کے لئے

ہر قربانی کرنے کے لئے تیار

رہتا ہے۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ لیکن اس کی قربانی کے ارادے نہیں ٹل سکتے۔ کیونکہ وہ غیر متزلزل ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ احد پہاڑ کے متعلق اگر تم سنو کہ وہ اپنی جگہ سے بدل گیا ہے۔ تو اسے تسلیم کر لو لیکن تم اس بات کو کبھی تسلیم نہ کرو۔ کہ کسی شخص کی فطرت اور طبیعت بدل گئی ہے۔ اسی طرح جب ایمان کسی شخص کی طبیعتِ ثانیہ بن جاتا ہے۔ تو اُسے کوئی طاقت ایمان سے منحرف نہیں کر سکتی۔ اس کا سلوک جیسے مومنوں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح کافروں سے حسن سلوک کرنا اس کا شیوہ ہوتا ہے۔ جس طرح تمہاری شکلیں تبدیل نہیں ہو سکتیں۔ جس طرح تمہارا رنگ تبدیل نہیں ہو سکتا۔ جس طرح یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ تمہاری شکل تمہارے دوست کو اور طرح نظر آئے۔ اور تمہارے دشمن کو اور طرح دکھائی دے۔ تمہارا دوست تمہارے رنگ کو سفید سمجھے۔ اور تمہارا دشمن تمہارے رنگ کو سیاہ سمجھے۔ اسی طرح اگر ایمان تمہاری طبیعتِ ثانیہ بن چکا ہے۔ تو یہ ناممکن ہے کہ تم ایک سے کچھ سلوک کرو۔ اور دوسرے سے کچھ سلوک کرو۔ لیکن اگر ایمان تمہاری طبیعتِ ثانیہ نہیں بنا۔ تو جب بھی

قربانی کا موقع

آئے گا۔ تم پھسل جاؤ گے۔ اور تم کبھی بھی مومنوں کی صف میں کھڑے نہیں رہ سکو گے۔

پس اگر ایمان کسی شخص کی طبیعتِ ثانیہ نہیں بنا۔ یا اگر کوئی شخص ایسا ہے۔ جو کہتا ہے۔ میں احمدی سے جھوٹ نہیں بولتا۔ صرف غیر احمدی سے جھوٹ بولتا ہوں یا احمدی سے بد دیانتی نہیں کرتا۔ صرف ہندو یا سکھ سے بد دیانتی کرنا جائز سمجھتا ہوں۔ تو یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا۔ یہ تھرمامیٹر ہوتا ہے اس امر کے پہچاننے کا۔ کہ تمہارے اندر کس قدر ایمان پایا جاتا ہے۔ پس اگر کسی شخص میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنوں اور غیروں سے معاملہ کرتے وقت اخلاق اور حسن سلوک میں امتیاز کرتا ہے تو اُسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اُس کا ایمان کچا ہے۔ اور جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے دین کے لئے قربانی کی آواز آئیگی۔ اس کا نفس کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر اُسے قبول کرنے سے محروم رہ جائے گا۔

اللہ تعالےٰ سے دُعا

ہے۔ کہ وہ ہمیں اس نقص سے بچائے۔ اور ہمارے اندر وہ اخلاق پیدا فرمائے۔ جو دنیا میں ہر شخص کو نظر آنے لگ جائیں۔ خواہ وہ ہمارا واقف ہو یا ناواقف۔ اور خواہ وہ ہمارے مذہب کو ماننے والا ہو یا نہ ماننے والا ہو۔ ہمارا حسن سلوک ہر شخص سے یکساں ہو۔ اور ہمارے اندر وہ اپنے فضل و کرم سے ایسی مضبوطی پیدا کرے۔ کہ ہم خدا تعالےٰ کی آواز سننے اور اُسے قبول کرنے کے لئے ہر وقت اور ہر حالت میں تیار رہیں۔ اللّٰھم آمین

سونے کی گولیاں

یہ نایاب گولیاں کشتہ سونا کشتہ چاندی کشتہ مروارید۔ کشتہ ابرک سیاہ سوٹھی وغیرہ کشتہ جات سے تیار ہوتی ہیں۔ پیشاب کے جملہ امراض کا قلع قمع کرتی ہیں زائل شدہ طاقت کو بحال کر کے فولاد کی طرح مضبوط بنا دیتی ہیں قیمت عہ کی پانچ گولیاں

طبیہ عجائب گھر قادیان

تریاق کبیر

کھانسی۔ نزلہ۔ دردِ سر ہیضہ۔ بچھو اور سانپ کے کاٹے کے لئے ذرا سا لگا دیجئے۔ ہر گھر میں اس دوا کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت فی شیشی ۔ درمیانی شیشی ۔ چھوٹی شیشی ۱ار

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

سبارڈینیٹ سروس کمیشن لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کے فنانشل ایڈوائزر اور چیف اکونٹس آفیسر کے دفاتر اور ڈویژنل اکونٹس کے فیروزپور۔ کراچی۔ لاہور۔ ملتان کوئٹہ اور راولپنڈی کے دفاتر میں سیکنڈ کلاس کے کلرکوں کی بھرتی کے لئے امیدواروں سے مجوزہ فارموں پر مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۴۴ء تک درخواستیں مطلوب ہیں امیدواروں کو اپنی درخواستوں میں اپنے مخصوص ڈویژن کا حوالہ دینا چاہیئے۔

فی الحال ۹۰ عارضی اسامیاں ہیں جن میں سے ۴۰ مسلمانوں ۱ ایک ہندوستان میں مقیم یوروپین یا اینگلو انڈین اور ۸ سکھوں۔ ہندوستانی عیسائیوں اور پارسیوں کے لئے مخصوص ہیں۔

اس کے علاوہ ۱۶۲ موزون امیدواروں کی ایک فہرست انتظاریہ بھی مرتب کی جائے گی جس میں ۹۶ مسلمانوں ایک اینگلو انڈین اور ہندوستان میں مقیم یوروپین ۱۶ سکھوں۔ ہندوستانی عیسائیوں اور پارسیوں کے لئے مخصوص اور ۴۹ اسامیاں غیر مخصوص ہوں گی۔

تنخواہ:۔ تبلیغ ۳۰-۵-۵۰-۵/۲-۸۰ روپیہ دالفی شنسی بار ۶۰/۰/۰ روپیہ پر) علاوہ مہنگائی الاؤنس اور دیگر الاؤنس جن قواعد کے مطابق ہوں گے کا گریڈ دیا جائے گا۔

اینگلو انڈین اور ہندوستان میں مقیم یوروپین کو کم از کم ابتدائی تنخواہ مبلغ ۵۵/ روپیہ علاوہ مہنگائی الاؤنس وغیرہ دی جائیگی۔

کم از کم معیار قابلیت:۔

امیدوار میٹریکولیشن کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں (اگر نتیجہ ڈویژنوں میں شائع ہوتا ہے۔ تو) یا سینیئر کیمبرج یا اس کے مساوی کوئی امتحان پاس کئے ہوئے ہوں

عمر:۔ امیدواروں کی عمر ۱۸ اور ۲۴ سال کے درمیان ہونی چاہیئے لیکن سابق فوجی آدمیوں (غیر مخصوص) کے لئے ۴۰ سال تک ہوگی۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے اکونٹس کے دفاتر میں جو روٹین کلرک پہلے ہی ملازم ہیں اگر وہ ضروری تعلیمی قابلیت کے حامل ہوں اور ان کے محکموں کے آفیسر انکی حمایت کریں تو عمر کی قیود کے بغیر درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔

اسکے علاوہ معلومات چیئرمین کو ٹکٹ لگا ہوا اور اپنا پتہ پورا لکھا ہوا لفافہ بھیجکر حاصل کیجا سکتی ہیں

چیئرمین

سبارڈینیٹ سروس کمیشن لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے جماعت کو نہایت اہم ارشادات

مجلس مشاورت کی دوسرے اور تیسرے دن کی مختصر روئیداد

۸ ماہ شہادت مجلس مشاورت کا پہلا اجلاس حسب پروگرام سوا گیارہ بجے صبح تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں شروع ہوا۔ تلاوت صوفی حافظ غلام محمد صاحب نے کی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام حاضرین سمیت دعا فرمائی۔ اس کے بعد جناب ناظر صاحب اعلیٰ نے گزشتہ سال کی مجلس مشاورت میں حضور نے جو فیصلے فرمائے تھے۔ ان کی تعمیل کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ پھر جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے اضافہ بجٹ کی رقوم سنائیں۔ پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کو سب کمیٹیوں کی رپورٹوں کی تجاویز پر تقاریر کرنیوالوں کے نام لکھنے اور انکو باری باری بولنے کا موقعہ دینے کا ارشاد فرمایا۔ آپ پچھلی نشستوں میں سے اٹھ کر سٹیج پر تشریف لے آئے۔ اور مجلس کے خاتمہ تک یہ فرض سرانجام دیتے رہے۔

اس اجلاس میں پہلے اس سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ جو نظارت علیا نظارت امور عامہ اور محکمہ قضاء کی تجاویز مندرجہ ایجنڈا پر غور کرنے کیلئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے مقرر فرمائی تھی۔ نظارت علیا کی جب یہ تجویز اظہار رائے کے لئے مجلس میں پیش کی گئی۔ کہ بجٹ خلافت میں چھ ہزار کی بجائے بارہ ہزار روپیہ سالانہ کی رقم نذرانہ رکھی جائے۔ تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرماتے ہوئے اُسے پیش کرنے سے منع فرما دیا۔ کہ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ میں یہ چھ ہزار روپیہ کی رقم نہیں لیا کرتا۔ وہ تو محض اس لئے بجٹ میں رکھی جاتی ہے کہ اگر آئندہ کسی خلیفہ کو کچھ رقم لینے کی ضرورت ہو۔ تو اس کے لئے رستہ کھلا رہے۔ اور یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ اس کا گذارہ کے لئے کچھ لینا جائز نہیں۔ ایسی صورت میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ یہ رقم چھ ہزار ہو یا بارہ ہزار۔ جب میں یہ رقم لیتا ہی نہیں۔ تو اس میں اضافہ کی تجویز کے معنے ہی کیا ہیں۔

نظارت امور عامہ کی طرف سے حضور کی حفاظت کے انتظام کے متعلق ایک تجویز پیش تھی۔ اس پر گفتگو کے وقت حضور مجلس سے اس لئے تشریف لے گئے۔ کہ اس تجویز کا تعلق حضور کی ذات سے بھی ہے۔ اور پھر نمائندگان نے اظہار رائے کے بعد اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے متفقہ طور پر ایک سب کمیٹی مقرر کرنے کی درخواست حضور سے کی۔

پہلا اجلاس ۳ بجے ختم ہوا۔ ظہر و عصر کی نمازیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمع کرکے مسجد نور میں پڑھائیں۔ اور دوسرا اجلاس سوا چار بجے شروع ہوا۔ اس میں پہلی سب کمیٹی کی رپورٹ کی بقیہ تجاویز کے علاوہ سب کمیٹی نظارت دعوۃ و تبلیغ۔ سب کمیٹی نظارت تعلیم و تربیت اور سب کمیٹی نظارت بیت المال کی رپورٹیں پیش ہوئیں۔ نظارت تعلیم و تربیت کی سب کمیٹی کی رپورٹ کے سلسلہ میں احمدیہ کالج کے ذکر میں حضور نے اپنا یہ الہام سنایا جو گزشتہ رات ہوا۔ کہ "نفس انسانی کی تربیت صغر سنی میں بہتر ہو سکتی ہے"۔ سب کمیٹی نظارت بیت المال کی رپورٹ پر گفتگو جاری تھی۔ کہ آٹھ بجے حضور نے اجلاس ختم فرمایا۔

۹ ماہ شہادت کو پہلا اجلاس تلاوت قرآن کریم سے جو حافظ مسعود احمد صاحب ابن بھائی محمود احمد صاحب نے کی۔ ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ حضور نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی۔ اور پھر جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے اعلان فرمایا۔ کہ حضور ایدہ اللہ نے مجلس کی یہ تجویز منظور فرمائی ہے کہ حضور کی حفاظت کے انتظام کے متعلق تجاویز پیش کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر فرمائی جائے۔ اور ارشاد فرمایا ہے۔ کہ یہ سب کمیٹی ۱۵ دن کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے۔

اس کے بعد بجٹ پیش ہوا۔ جس پر اڑھائی بجے تک غور ہوتا رہا۔ اور پھر اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ حضور نے دونوں نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ اور پھر ساڑھے تین بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں کئی ایک احباب نے بجٹ کے متعلق بہت سی تجاویز پیش کیں۔ بجٹ کے دوران میں جب یہ تجویز پیش کی گئی۔ کہ حضور کے سفر خرچ کے لئے جو رقم ہے۔ وہ بہت کم ہے۔ اس میں معتد بہ اضافہ کیا جائے۔ تو حضور نے فرمایا۔ سفر کے اخراجات کے مقابلہ میں بیشک یہ رقم بہت کم ہے مگر یہ رقم میں نے جماعت کو ثواب میں شریک کرنے کیلئے لینی منظور کی ہوئی ہے نہ کہ اصل خرچ کے طور پر۔ اصل خرچ اس سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس ارشاد کے ساتھ اس میں اضافہ کرنے کی تجویز پیش کرنے سے منع فرما دیا۔

چونکہ وقت کی تنگی کی وجہ سے ان تجاویز کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ جو بجٹ پر گفتگو کے دوران میں پیش کی گئیں۔ اس لئے حضور نے سب کمیٹی کے پیشکردہ بجٹ کے منظور کرنے کے متعلق مجلس کی سفارش کو منظور فرمایا۔ اور اضافہ کی رقوم پر غور کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر فرما دی۔

پھر ارشاد فرمایا۔ کہ چونکہ وقت کی تنگی کیوجہ سے بجٹ اور دوسرے معاملات پوری طرح غور نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے آئندہ سال میں دو دفعہ مجلس مشاورت منعقد کی جائے۔ ایک دفعہ تو انہی ایسٹر کی تعطیلات میں۔ اور دوسری دفعہ کسی اور مہینہ میں۔ ایسٹر کی تعطیلات میں جو مجلس مشاورت ہو۔ اُس میں سب سے پہلے بجٹ پیش ہو۔ اس پر غور کرنے کے بعد اگر وقت بچے۔ تو دوسرے معاملات پر بھی غور کر لیا جائے۔ اور دوسری دفعہ جو مجلس منعقد کی جائے۔ اس میں دوسرے معاملات پر غور کیا جائے۔

اس کے بعد حضور نے آخری تقریر فرمائی۔ جس میں وقف جائداد کی تحریک میں شریک ہونے۔ صدر انجمن کا ریزرو فنڈ قائم کرنے۔ خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے۔ قادیان کے غرباء کے لئے اس سال بھی غلہ جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ نیز فرمایا۔ کہ اب کے فصلوں کی حالت ناقص ہے۔ اور پنجاب میں بھی قحط کا خطرہ ہے۔ اس لئے ساونی کی فصل جوار۔ مکئی۔ باجرہ وغیرہ احباب جماعت جتنا زیادہ بو سکیں۔ بوئیں۔

حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ اب مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنے کے علاوہ جبکہ مختلف دینی مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ درس جاری کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ اس لئے ہر احمدی جماعت کو چاہیئے۔ کہ ایک ایک مہینہ کے لئے یا زیادہ عرصہ کے لئے اپنے میں سے کسی نہ کسی کو قادیان بھیجیں۔ وہ مختلف سوالات جو خواہ جماعت کے نظام اور ترقی کے متعلق ہوں۔ یا مذہب کے متعلق۔ اور اُن کے ہاں پیدا ہوں۔ لکھ کر لے آئیں۔ اور یہاں پیش کرکے ان کے جواب سنیں۔ اور جوابات نوٹ کرکے لے جائیں۔ پھر درس کے طور پر اپنی اپنی جماعتوں میں جا کر بیان کریں۔

آخر میں حضور نے حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ مومن بہادر ہوتا ہے۔ اور بہادر کا کام یہ نہیں ہوتا۔ کہ جب کوئی ابتلاء آئے۔ تو رونے بیٹھ جائے۔ بلکہ وہ نقصان کو پورا کرنے میں لگ جاتا ہے۔ یہ ابتلا جو آیا۔ بہت بڑا تازیانہ ہے تمہارے لئے۔ کہ کیوں تم ایسی حالت میں بیٹھے رہے۔ کہ جب کوئی چلا جائے تو کہتے ہو۔ کہ اب کیا ہوگا۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ تم روحانی طور پر مالدار ہو۔ تم میں سینکڑوں محدث۔ سینکڑوں فقیہہ سینکڑوں عالم اور سینکڑوں دین کے خادم موجود ہوں۔ تاکہ جب کوئی فوت ہو۔ تو اُس وقت تمہاری توجہ اس طرف پھرنے ہی نہ پائے۔ کہ اب کیا ہوگا۔ تم میں سے ہر ایک کوشش کرے۔ کہ وہ محدث ہو فقیہہ ہو۔ مفسر ہو۔ اور دین کا عالم ہو۔ جب یہ صورت ہوگی۔ تو کسی کی موت تمہارے قدم ڈگمگا نہ سکیگی۔ مسلمانوں پر کیوں تنزل اور ادبار آیا۔ اس لئے کہ جب ابوبکرؓ فوت ہو گیا۔ تو دوسرا

ابوبکر پیدا نہ ہوا۔ جب عمرؓ فوت ہو گیا۔ تو دوسرا عمرؓ نہ پیدا ہوا۔ جب عثمانؓ فوت ہوگیا تو دوسرا عثمانؓ پیدا نہ ہوا۔ جب علیؓ فوت ہو گیا۔ تو دوسرا علیؓ پیدا نہ ہوا۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے یہ تغیر پیدا کرنا ہے۔ کہ جب ایک ابوبکر مرے۔ تو دو۔ اور پھر تیسرا پیدا ہو جائے۔ جب ایک عمر مرے تو اور عمر موجود ہوں۔ جب ایک عثمان مرے۔ تو اور عثمان زندہ ہوں۔ جب ایک علی مرے۔ تو اور علی اس کی جگہ پر کام کرنے والے موجود ہوں۔ جو قوم یہ حالت پیدا کر دیگی وہ کبھی نہیں مرے گی۔ اور وہ خاتم الاقوام کہلائے گی۔ میں یہ کوشش کر رہا ہوں۔ کہ جماعت میں ایسے لوگ پیدا ہوں۔ جماعت کے لوگوں کو بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ایسے بنیں۔

حضور نے فرمایا۔ یاد رکھو وہی شخص اپنے ایمان کو سلامت رکھ سکیگا۔ اور ایماندار مر سکے گا۔ جو خدا تعالےٰ کی راہ میں جلد جلد قدم اٹھائے گا۔ خدا تعالےٰ نے جب میرے متعلق فرمایا ہے۔ کہ وہ جلد جلد بڑھیگا تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپ لوگوں کو بھی میرے ساتھ جلد جلد قدم اٹھانا ہوگا۔ پس اپنے اندر غیر معمولی نیکی اور تغیر پیدا کرو۔ اب زیادہ انتظار نہ کرو۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اب انتظار نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ اب کیا ہو جائے گا۔ مگر یہ ضرور ہے۔ کہ دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کرنے کی بنیادیں رکھی جا رہی ہیں۔ ان میں جو حصہ نہ لیگا۔ وہ کاٹا جائیگا۔

حضور نے احباب جماعت کو یہ بھی تاکید فرمائی۔ کہ وہ اپنے لڑکے احمدیہ کالج میں تعلیم پانے کے لئے یہاں بھیجیں۔ جہاں بچوں کی مروجہ تعلیم کا اعلیٰ انتظام کرنے کے علاوہ ان کی اخلاقی اور دینی تربیت کا بھی خاص خیال رکھا جائے گا۔ اور انہیں احمدیت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کی کوشش کی جائیگی۔

اس تقریر کے بعد حضور نے تمام مجمع سمیت نہایت الحاح اور رقت کے ساتھ دعا فرمائی۔ پھر جانیوالے احباب کو رخصت عنایت کی۔ اور مقبرہ بہشتی میں دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں بہت بڑے

مصلح موعود کی پیشگوئی اور جماعت احمدیہ لنڈن

لنڈن ۹ اپریل۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ممبران جماعت احمدیہ لنڈن کو یہ معلوم کرکے بیحد مسرت ہوئی۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرما دیا ہے۔ ڈاکٹر سلیمان صاحب نے خطبہ سننے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو لمبی عمر عطا کرے۔

مجلس اطفال کا عنوان عمل

تمام مجالس اطفال کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آج سے اطفال کا موٹو مندرجہ ذیل ہوگا:۔

"نفس انسانی کی تربیت صغر سنی میں بہتر ہو سکتی ہے"

الہام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ)

اعلان معافی

میاں محمد یعقوب صاحب فیروز پور کو بوجہ نادہندی چندہ ۱۹۴۳ء میں اخراج از جماعت کی سزا دی گئی تھی۔ اب انکی معافی کی درخواست آئندہ باقاعدہ ادائیگی چندہ کے وعدہ کیساتھ آنے پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انکو ازراہ کرم و شفقت معاف فرما دیا ہے۔ اطلاعاً اعلان کیا جاتا ہے۔ ناظر امور عامہ

ایک ضروری اعلان

خاکسار کو ایک تبلیغی ضرورت کے ماتحت غیر احمدی شیخ قانونگو افراد کے پتوں کی ضرورت ہے۔ ممنون ہونگا اگر احمدی (شیخ قانونگو) احباب مجھے اپنے

مجمع بیعت حضور نے دعا فرمائی

روئداد ختم کرنے سے قبل

یہ بتا دینا ضروری ہے۔ کہ نمائندگان کے اظہار رائے کے بعد سب کمیٹیوں کی جن تجاویز کے متعلق رائے شماری کی گئی۔ ان میں تمام فیصلے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اکثریت والے کے حق میں فرمائے

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

دہلی ۱۰ اپریل۔ کل آسام برما کے مورچے پر زیادہ زور کی لڑائی ہوئی۔ آج کے سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ کل دن بھر کوہیما کے مورچہ پر جاپانیوں نے زیادہ دباؤ ڈالے رکھا دشمن کے جو دستے ہماری صفوں میں گھس آئے ان کا صفایا کر دیا گیا۔ امپھل کے میدان کے جنوب میں دشمن نے زیادہ دباؤ ڈالنے کی کوشش کی۔ جہاں ہماری فوج سے مٹھ بھیڑ ہوگئی۔ اراکان کے مورچے پر مایو کی پہاڑیوں میں دشمن نے کئی حملے کئے جنہیں ناکام بنا دیا گیا۔ کل رات اتحادی بمباروں نے رنگون کی گودیوں پر بمباری کی۔ جس سے دھماکے ہوئے۔ اور آگ بھڑک اٹھی۔ جو ۶۰ میل سے دکھائی دے رہی تھی۔

دہلی ۱۰ اپریل۔ آج سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کے سمندر میں دشمن کے ۲ دو رسد لے جانے والے جہازوں کو روک کر جب چیلنج کیا گیا تو دونوں نے اپنے آپ کو خود ڈبو دیا۔ ایک کے آدمیوں کو بچا لیا گیا۔ لیکن دوسرے کے آدمی اس وجہ سے نہ بچائے جا سکے۔ کہ اس علاقہ میں دشمن کی یو بوٹوں کے موجود ہونے کا خطرہ تھا۔

نئی دہلی ۱۰ اپریل۔ نودن تک جنوبی ہندوستان کا دورہ کرنے کے بعد کمانڈر انچیف دہلی واپس آگئے ہیں۔ آج انہوں نے یک بیان دیا جس میں کہا۔ ہندوستان کو فوجی اڈہ بنانے کیلئے جو کوشش کی جا رہی ہے وہ قابل اطمینان ہے۔ سب لوگ عمدگی سے کام کر رہے ہیں۔ مگر ہم اس سے زیادہ کام کر سکتے ہیں۔ اور کریں گے۔

ماسکو ۱۰ اپریل۔ جرمنوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ کل رات انہوں نے اپنے فوجی ٹھکانوں کو برباد کرنے کے بعد بحیرہ اسود کی بندرگاہ اڈیسہ کو خالی کر دیا گیا ہے۔

لاہور ۱۰ اپریل۔ پنجاب کے محکمہ تعلیم نے جنگ کے بعد عام لوگوں کی تعلیم کے متعلق جو سکیم بنائی ہے۔ پنجاب کے وزیر تعلیم نے آج لائلپور میں اس کے متعلق کہا۔ چھ سے گیارہ سال تک کے بچوں کو مفت تعلیم دیجائے گی۔ اور آئندہ عمر کی حد ۱۴ سال تک بڑھا دیجائیگی۔ ۲ دو قسم کے ہائی سکول ہوں گے۔ ایک وہ جن میں عام تعلیم دیجائے گی۔ اور دوسرے وہ جن میں صنعتی تعلیم دی جائے گی۔

دہلی ۱۰ اپریل۔ آسام اور برما کی سرحد پر امپھل کے جنوب میں جاپانیوں نے نیا حملہ شروع کر دیا ہے۔ جب سے دشمن نے منی پور پر بڑھنا شروع کیا ہے۔ اس کے چار ہزار فوجی مارے جا چکے ہیں۔ ان میں وہ تعداد شامل نہیں جو ہوائی حملوں اور توپوں کی گولہ باری سے مارے گئے یا جن کی لاشیں اٹھا کر لے گئے۔ اب بہت جلد اتحادی فوجیں دشمن پر بڑا حملہ شروع کر دینگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah